بسم اللہ الرحمن الرحیم

چہار گلزار حالی

یعنے

شمس العلما مولانا خواجہ الطاف حسین حالی کی مصنفہ

چار نظموں

نشاط امید	
کلمۃ الحق	تعصب و انصاف
ترکیب بند	

کا قابل قدر مجموعہ

الناظر پریس واقع لکھنؤ میں چھپا

بہ اہتمام اسحاق علی علوی

مطبوعات الناظر پریس لکھنؤ

مجموعہ کلام شبلی - مولانا شبلی کے
اُردو کلام کا مجموعہ جسکا ایک ایک شعر
اُنکی قادر الکلامی اور اعلیٰ ذوق شاعری کا
نمونہ ہو۔ یہین مثنوی، مسدس، قومی سیاسی
نظمیں، غزلیات اور قطعات غرضکہ
ہر زمانہ اور ہر صنف کا کلام موجود ہے
قیمت ۱۲/

سفرنامہ مصر و روم و شام - مولانا مرحوم
شبلی کا سفرنامہ ان ممالک اسلامیہ کے
متعلق تاریخی، علمی، معاشرتی معلومات کا
ذخیرہ ہے۔ مقبولیت کا یہ حال ہے کہ متعدد
بار چھپ چکا ہے اور اسوقت بھی کئی
مطبعون کا چھپا ہوا ملسکتا ہے۔ الناظر
پریس نے کاغذ کی انتہائی گرانی کے
زمانہ مین عمدہ سفید کاغذ پر نہایت
خوشخط لکھوا کر چھاپا ہے۔ قیمت ۶/

میلاد النبی - مشہور محدث ابن جوزی
رحمۃ اللہ علیہ کے میلاد شریف کا ترجمہ
جناب قادری شاہ محمد جان صاحب مدرس اول
مدرسہ فرقانیہ لکھنؤ نے کیا ہے متن و ترجمہ
بالمقابل چھاپے گئے ہین۔ قیمت ۴/

الاحسان - (مؤلفہ مولوی احسان
الدین علوی کاکوروی) اس کتاب
مین لفظ صوفی کی تحقیق، تصوف کی
ابتدا اور اُسکی رفتہ رفتہ ترقی کا ذکر کیا
گیا ہے۔ اور آخر مین تصوف کے تمام
شعبون اور اسلام سے تطبیق اور اُسکی
حقانیت و اصول پر بحث کی گئی ہے قیمت

مسلمانان اندلس - نامور مولف
اسٹینلی لین پول کی مختصر تاریخ اسپین
یہ ترجمہ مولوی سید عبد الغنی وارثی
(علیگ) مرحوم نے کیا تھا اس
مطالعہ سے یورپ مین مسلمانون کی
سالہ حکومت کے ضروری حالات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی

نشاطِ اُمید

از

شمس العلما خواجہ الطاف حسین حالی

باہتمام اسحاق علی علوی

الناظر پریس واقع لکھنؤ میں چھپا

سنہ ۱۹۱۹ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مثنوی
نشاطِ اُمید

اے مری اُمید میری جان نواز
اے مری دلسوز میری کارسا[ز]

میری سپر اور مرے دل کی پناہ
درد و مصیبت میں مری تکیہ گا[ہ]

عیش مین اور رنج مین میری شفیق
کوہ مین اور دشت مین میری رفیق

کاٹنے والی غمِ ایام کی
تھامنے والی دلِ ناکام کی

دل پہ پڑا آن کے جب کوئی دکھ
تیرے دلاسے سے ملا ہم کو سکھ

تو نے نہ چھوڑا کبھی غربت مین ساتھ
تو نے اُٹھایا نہ کبھی سر سے ہاتھ

جی کو ہوا گر کبھی عسرت کا رنج
کھول دیئے تو نے قناعت کے گنج

تجھ سے ہے محتاج کا دل بے ہراس
تجھ سے ہے بیمار کو جینے کی آس

خاطرِ رنجور کا درمان ہے تو
عاشقِ مہجور کا ایمان ہے تو

نوح کی کشتی کا سہارا تھی تو
چاہ مین یوسف کی دل آرا تھی تو

رام کے ہمراہ چڑھی رن مین تو
پانڈون کے ساتھ پھری بن مین تو

تو نے سدا قیس کا بہلایا دل
تھام لیا جب کبھی گھبرایا دل

ہو گیا فرہاد کا قصّہ تمام
پر ترے فقرون پہ رہا خوش مُد[ام]

نے ہی رانجھا کی بندھائی تھی آس
تی ہے تو پشت پہ ہمت کے جب
تھ مین جب لگے لیا تو نے ہات
ساتھ ملا جس کو تیرا دو قدم
گھوڑے کی لی اپنے ہاتھون تو نے باگ
م کو جب دیتی ہے تو میل جیت
تو نے دیا آ کے اُبھارا بہان
ذرے کو خورشید مین دی تو کہا

ہیر تھی فرقت مین بھی گو پا کر پاس
مشکلین آسان نظر آتی ہین تب
سات سمندر سے گزرنا ہے بات
کہتا ہے وہ یہ ہے عرب اور عجم
سامنے ہر ترے گیا اور پراگ
گنبد گردون نظر آتا ہے پست
سمجھے کہ مٹھی مین ہے سارا جہان
بندے کو اللہ سے دے تو ملا

دونون جہان کی ہے بنا ہی تجھ سے لڑ
نیکیون کی تجھ سے ہے قائم اساس
دین کی تجھ بن کہین پرستش نہ ہو
لنک بھا بن تیرے درخت عمل
دل کو لبھاتی ہے کبھی بن کے حور
نام ہے سدرہ کبھی طوبےٰ ترا
کوثر و تسنیم ہے یا سلسبیل
روپ ہین ہر بتھ مین تیرے الگ
ایک سے ہے ایک انوکھا برن
ایک دامن مین تیری لاکھون رشی

دین کی تو اصل ہے دنیا کی جڑ
تو نہ ہو تو جائین نہ نیکی کے پاس
تو نہ ہو تو حق کی پرستش نہ ہو
تو نے لگائے ہین یہ سب پھول پھل
گاہ دکھاتی ہے شراب طہور
روز نرالا ہے تماشا ترا
جلوے ہین سب تیرے یہ بیتال دیل
ہے کہین فردوس کہین ہے سرگ
ہے کہین محشر کہین آوا گون
کھپ گئے جن کی نہ خبر کچھ ملی

کوہ ہالہ میں بہت چھپا کیے

تیرے تصور میں ہزاروں ولی

پڑھ دیا زاہد پہ کچھ ایسا فسون

کر دیا راہب پہ خدا جانے کیا

جس کو غوث دیکھتے ہو وہ ہیں یہی

نشۂ امید میں ہیں چور سب

جبکہ ہمایوں سے چھٹا ملک تخت

پا رہا ورنہ کوئی ننگ تھا

پھر گئے دل داد قربان تھے جو

گھر میں نہ رہنے کی بھی کوئی راہ

ہو گئے اغیار یگانے سے بھی

چھوٹ گئے سارے قریب اور بعید

تیرے [illegible] سے گئے چھوڑ دن تخت

خاکیوں کی تجھ سے ہے ہمت بلند

تجھ سے ہی آباد ہیں کون و مکان

کوئی پڑا پھرتا ہے بہر معاش

ایک تمنا میں ہے اولاد کی

ایک کو یہ دھن ہے کہ کچھ ہاتھ آئے

ایک کو کچھ آج اگر مل گیا

اور تمنا میں بہت غل مچے

ڈوب لے کچھ ایسے کہ نہ اچھلے کبھی

دل کی تپش آگ کی سے بھی ہم دون

ہو گیا دنیا سے وہ بیزار سا

صوفی صافی ہو کہ ہو زاہد ہی

ایک پیالے میں ہیں مخمور سب

اور چھپا ہند میں دشت میں آفت

دوست و دشمن سے لگے ملنے والے

چھوٹ گئے [illegible] وابستہ [illegible]

[illegible] غیر کے [illegible]

[illegible]

ایک [illegible]

[illegible]

تو نہ ہو تو کام ہوں دنیا کے بند

تو نہ ہو تو ہوا بھی برہم جہان

ہے کوئی اسیر کے کرتا تلاش

ایک کو دلدار کی ہے لو لگی

دھوم ہے اولاد کی شادی رچائی

کل کی ہے یہ فکر کہ کھائیں گے کیا

قوم کی بہبود کا ہے ایک
جس میں ہو اس کے لئے انجام نیک
ایک کو ہے تشنگیٔ قرب حق
جس نے کیا دل کو جگر تاب ہے شوق
جو ہے غرض اس کو تیری جستجو
لاکھ اگر دل میں ہوں لاکھ آرزو
تجھ سے ہیں دل سب کے گر باغ باغ
گل کوئی ہونے نہیں پاتا چراغ
سب یہ سمجھتے ہیں کہ پائی مراد
کہتی ہے جب تو کہ اب آئی مراد
وعدہ ترا راست ہوا ہو دروغ
تو نے دیئے ہیں اسے کیا کیا فروغ
وعدے وفا کرتی ہے گو چند تو
رہتی ہے ہر ایک کو خورسند تو
بھاتی ہے سب کو تری ایک اٹکل
تو نے آساں کئی سب پہ مشکل
تلخ کو تو چاہے تو شیریں کرے
بزم ہو تو طرب آگیں کرے
تو نہ دے رنج کو مفلس کے پاس
[illegible] اس کو ہے جس کے پاس
یاس کا پانی ہے جو تو چھڑکاؤ
کھیلوں میں کرتی ہے اتار اور چڑھاؤ
آنے نہیں دیتی دلوں پر ہراس
توڑنے دیتی نہیں طالب کی آس
جن کو میسر نہیں کملی پھٹی
خوش ہیں توقع پہ وہ زربفت کی
چکھتی سے روٹی کا ہے جن کی بناؤ
بیٹھے پکاتے ہیں خیالی پلاؤ
پاؤں میں جوتی نہیں پر ہے یہ شوق
گھوڑا ہو سبزہ ہو نیلا ہو طوق
فیض سے تیرے ہیں جہاں کامیاب
جھونپڑوں میں آتے ہیں محلوں کے خواب

تیرے کرشمے ہیں غضب دلفریب
دل میں نہیں چھوڑتے تاب و شکیب
تجھ سے ہوس نے جو شعور لے کیا
پھونک دیا کان میں کیا جانے کیا

دل سے بھلایا زن و فرزند کو ؛
کھانے سے پینے سے ہوا سیر جی
دین کی ہے فکر نہ دنیا سے کام
دہیو نکلتی ہے بیٹھ کے جب دہو نکلتا
پیسے کو جب تاؤ یہ دیتا ہے تاؤ
کہتا ہے جب سنتے ہیں سب دیکھکر
ہے اسی دھندے میں وہ آسودہ حال
تول کے گر دیکھئے اُس کی خوشی

لگ گیا گھن نخل برومند کو
ایسی کچھ اکسیر کی ہے لو لگی
ذہن سے یہ ہر اوقات دن او صبح و شام
شہ کو سمجھتا ہے اک ادنے گدا
پوچھتا یاروں سے ہی سونے کا بھاؤ
رہ گئی اک آنچ کی باقی کسر
تو نے دیا عقل پہ پردہ سا ڈال
کوئی خوشی اُس کو نہ پہونچے کبھی

پھرتے ہیں محتاج کبھی تیرہ بخت ؛
آج جو برتن ہیں تو کل گھر گرو
تیرے سوا خاک نہیں انکے پاس
بھوکے سماتے نہیں اپنی آس پر
کھاتے ہیں اس آس پہ قسمیں عجیب
ہوتا ہے تو سیمیوں کا جب عجب دم
لگتی ہے ہمت کی کمر ٹوٹنے
ہوتی ہے بے صبری و طاقت میں جنگ
جی میں یہ آتا ہے کہ سم کھا لیجئے
بیٹھنے لگتا ہے دل آوے کیطرح

جن کے بڑوں میں تھا کبھی تاج و تخت
ملتی ہے مشکل سے انہیں نان جو
ساری خدائی میں ہے بے دیگر آس
صاحب عالم انہیں کہئیے اگر
بھوسے کو ہو تخت نہ یا بے نصیب
آتی ہے حسرت کی گھٹا جھوم جھوم
حوصلے کا لگتا ہے جی چھوٹنے
عرصۂ عالم نظر آتا ہے تنگ ؛
پھاڑ کے یا پیٹ نکل جائیے
یاس ڈراتی ہے چھپا وے کیطرح

ہوتا ہے شکوہ کبھی تقدیر کا	اڑتا ہے خاکہ کبھی تدبیر کا
ٹھنتی ہے گردوں سے لڑائی کبھی	ہوتی ہے قسمت کی ہنسائی کبھی
جاتا ہے قابو سے دل آخر نکل	کرتی ہے ان مشکلوں کو تو ہی حل
کان میں پہونچی تیری آہٹ جہیں	رخت سفر یاس نے باندھا وہیں

پھر وہی تو ہے وہی تیری بہار
اور وہی تھا لیئے اُمیدوار

مولنا حالی مرحوم کی تصانیف

حیات جاوید۔ سرسید احمد خان مرحوم کی سوانح عمری — للعہ/
یادگار غالب۔ مرزا غالب مرحوم کی سوانحعمری اور انکے کلام پر تبصرہ — سے/
حیات سعدی شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحعمری اور انکے کلام پر ریویو — ۸عہ/
الدین یسیر۔ مولانا کا ایک قابل دید زبردست مضمون — ۴/
مجموعۂ نظم حالی۔ مولانا کی دلچسپ نظموں کا لاجواب مجموعہ — ۸عہ/
مسدس حالی۔ یعنی مدوجزر اسلام مولانا کی مقبول ترین تصنیف — ۸عہ و ۸ر و ۴ر
دیوان حالی۔ حالی مرحوم کا اردو دیوان جو اپنی نظیر آپ ہے — ۸عہ/
مقدمہ شعر و شاعری۔ دیوان حالی کا معرکہ آرا مقدمہ — ۸عہ/
جواہرات حالی۔ حالی مرحوم کے آخری کلام کا مجموعہ — ۴عہ/
تحفۃ الاخوان۔ حالی کی ایک لاجواب نظم — ۵/

مثنوی حقوق اولاد ۳/ بیوہ کی مناجات ۲/ مثنوی برکھارت ۱/
پھوٹ اور ایکے کا مناظرہ ۱/ چپ کی داد ۱/ مسدس ننگ خدمت ۱/
مناظرہ رحم و انصاف ۱/ حب وطن ۱/ مناظرہ تعصب و انصاف ۱/
تدبیر ۱/ مرثیہ غالب ۱/ مرثیہ حکیم محمود خان ۱/
عرض حال۔ ببارگاہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم — ۱/
مجالس النسا۔ (۲) حصے عورتوں کے پڑھنے کے قابل — ۶/
مولود شریف۔ نئے طرز پر مستند حالات ولادت سرور کائنات صلعم — عہ/

المشتہر منیجر الناظر بک ایجنسی لکھنو

مثنوی

کلمۃ الحق

از

شمس العلما خواجہ الطاف حسین حالی

باہتمام اسحاق علی علوی

الناظر پریس واقع لکھنؤ میں چھپا

۱۹۱۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مثنوی

کلمۃ الحق

اے راست گوئی کیا قہر ہے تو — اے حق کی تلخی کیا زہر ہے تو
شے کوئی تجھ سے کڑوی نہ ہوگی — حنظل میں بھی ایسی تلخی نہ ہوگی
ہے ناگواری پہچان تیری — الحق مرشد ہے شان تیری
یاروں کو کرتی اغیار تو ہے — چلواتی گھر گھر تلوار تو ہے
رشتے ہزاروں تو نے توڑائے — باپوں سے بیٹے تو نے چھڑائے
سقراط کو زہر تو نے دلایا — شبیر کو قتل تو نے کرایا
بے جرم مسموم تو نے کرائے — سولی پہ معصوم تو نے چڑھائے
دشمن عرب میں تو نے نکالے — بدر و احد میں رن تو نے ڈالے
موسےٰ کو مدین تو نے بھگایا — احمد سے مکہ تو نے چھڑایا
تو نے صلہ میں بخشے ہیں اکثر — سولی کے اورنگ کانٹوں کے افسر
مظلوم کتنے تیرے سہارے — ایلی ہی ایلی کہتے سدھارے
خونخوار لشکر ہیں ساتھ تیرے — رنگین لہو سے ہیں ہاتھ تیرے
تیرے جلو میں رسوائیاں ہیں — سنگت میں تیری تنہائیاں ہیں

تدبیر ہی تو ناکامیوں کی
تو آشتی کی رہتی ہے دشمن
قطع و برش ہے تا شمشیر تیری
ہوتی ہے جس جا تو جلوہ گستر
پڑتی ہے ہل چل ہر مرحلے میں
حق معبدوں میں ہوتا ہے داخل
اٹھتا ہے عملہ لات اور صفا کا
عبرانیوں کا اڑتا ہے پرچم
ہوتے ہیں عنیار احمدؐ کے ساتھی
اے راست گوئی اے تیغ براں
سب وحشت آگیں خصموں میں تیرے
گن تیرے جن پر ظاہر ہوئے ہیں
امڈا جہاں سے سیلاب تیرا
اٹھتی ہیں دل سے جب تیری موجیں
دیتی ہے ہمت ان کو سہارے
عزم ان کے مشکل کرتا ہے آساں
چھا جائے ظلمت گو بحر و بر میں
زور ان پہ تیرے ہیں آشکارا
عظمت جہاں ہے تیری سمائی

تقریب ہے تو بدنامیوں کی
تو مصلحت سے رکھتی ہے آن بن
رہتی ہے ننگی شمشیر تیری
دفتر بہت سے ہوتے ہیں ابتر
آتی ہے دنیا اک زلزلے میں
ہوتے ہیں جھوٹے معبود باطل
ہوتا ہے کفر پر قبضہ خدا کا
صف قطبیوں کی ہوتی ہے برہم
بوجہل کے سب چھٹتے ہیں ناتی
تیرا مخالف کیوں ہو نہ دوراں
ہیں مصلحت پر شب خون ہیں تیرے
وہ تیری دھن میں آخر ہوئے ہیں
بکھیڑا ان کا کشتی ٹھہری نہ بیڑا
ہوتی ہیں نازل وہاں حق کی فوجیں
کرتی ہے امید پنہاں اشارے
دل ان سے لاکھوں کرتا ہے پیماں
ہے روز روشن ان کی نظر میں
سنتی ہیں ان کی عالم ہے سارا
ہر شب وہاں ہے نظر دل میں رائی

شاہوں سے گردن جھکتی نہیں واں
طوفان میں کشتی رکتی نہیں واں

اے راست گوئی تو ہے وہ افسوں
منکر بھی دل سے جپتے ہیں منتوں

تلخی میں تیری طرفہ مزا ہے
ہر دل میں چبھتی تیری ادا ہے

تو نے جہاں دی آواز جا کر
لاکھوں سر اُٹھے تیری صدا پر

ہوتی ہے دہیمی پرواز تیری
بڑھتی ہے کم کم آواز تیری

پھر دوڑتی ہے یوں مردوں میں
جس طرح آتش لگتی ہے بن میں

بنتے ہیں دشمن انصار تیرے
ہوتے ہیں فیدی احرار تیرے

پطرس نے چھوڑے یار آشنا سب
پردوں میں دیکھی تیری ادا جب

ڈالا عمر پر جب تو نے سایا
ارقم کے گھر میں آ سر جھکایا

آہٹ سے تیری کرتے ہیں جو رم
ہیں گدگداتے دل اُن کے ہر دم

جوں جوں وہ زد سے کرتے ہیں دوری
ضربیں اُن پہ تیری پڑتی ہے پوری

جاتا ہے آہو جب چوٹ کھا کر
گرتا ہے آخر کچھ دور جا کر

تجھ سے بھگے ہیں جو وحشی بدکتے
پھر پھر کے تجھ کو جاتے ہیں تکتے

گو حق کی تلخی پائے ہوئے ہیں
پر چوٹ دل پر کھائے ہوئے ہیں

بھاگے ہیں کھا کر زخم نہاں وہ
جا سکینگے بچ کر تجھ سے کہاں وہ

دلدوز ہیں سب تیری ادائیں
کڑوی ہیں ساری تیری دوائیں

زہر ہلاہل برسوں پئیں جب
بیمار تیرے پائیں شفا تب

دیتی ہے اول تو زخم کاری
مرہم کی آخر آتی ہے باری

کل ہو مسرت ہے آج غم تو
دیتی ہے امرت کہتی ہے سُم تو

ہوتی ہے سچ سے جب سب کو نفرت — تو جھوٹ پر واں کرتی ہے لعنت
جس جا تعصب ہے عین ایمان — انصاف کا غل کرتی ہے تو واں
رسم سلف پر مرتے جہاں ہیں — رسموں پہ چلتے تیرے وہاں ہیں
تقلید جس جا ہے طوق گردن — تقلیدیوں سے ہے تیری اَن بَن
کرتی ہے واں تو واعظ کو رسوا — ہے وحی منزل قول اس کا جس جا
واں مفتیوں پر ہیں تیرے دھاوے — ہیں مثل قرآن جس جا فتاوے
پُجتی ہیں قبریں جب اولیا کی — تو ہے دُہائی دیتی خدا کی
جس ملک میں ہے جاری غلامی — ہوتی ہے واں تو بردوں کی حامی
غُل بھیڑیوں کا پڑتا جہاں ہے — تو بکریوں کی واں پاسباں ہے
زہر اُس عسل کو ہے تو بتاتی — جس میں حلاوت ہے سب کو آتی
اُس نیش میں تو کہتی شفا ہے — نیش اجل کا جس میں مزا ہے
ہندی میں تیری تازی کی بُو ہے — مشرق میں کہتی مغرب کی تو ہے
جس سرزمیں میں پانی ہے عُنقا — تو چھیڑتی ہے واں ذکر دریا
ہر سُو جہاں ہے طغیان باراں — شور العطش کا کرتی ہے تو واں
سانپوں کا خطرہ پاتی جہاں ہے — اندھوں کے آگے کرتی فغاں ہے
طوفان کی آہٹ پہلے سے پاکر — بہروں میں چرچا کرتی ہے جاکر
ڈاکے کی آمد ڈاکے سے پہلے — کہتی ہے جاکر تو کارواں سے
بُلبُل سے گل پر جب چھا جاتی — اُس دم خزاں سے تو ہے ڈراتی
پاتی ہے گھر میں جب کچھ دھواں تو — آگ آگ کا غُل کرتی ہے واں تو

جب دیکھتی ہو تو میں بگڑتی
کرتی ہے ظاہر اُن کی خطائیں
گہ منعموں پر ہے تو برستی
دیتی ہے طعنے بے غیرتوں کو
للکارتی ہے تو کاہلوں کو
جھڑکی ہے تیری عادت میں داخل
بگڑے ہیں تجھ سے دل بے نہایت
یاں نام تیرا جس نے لیا ہے
احکام تیرے ٹلتے رہے ہیں
پہونچایا جس نے پیغام تیرا
کتنوں نے جانا ساحر نبیؐ کو
طوفاں اُٹھائے اہلِ ہُدیٰ پر
نعمان رضؓ کو دی بدعت سے نسبت
مالک پہ لائے آفت جفا جو
کی ابن حنبل رضؓ کی یہ مدارا
نکلے اُسیر رضؓ اکثر وطن سے
کتنوں کی باندھیں ذلت سے مشکیں
مرتد بتایا اہلِ یقیں کو
اے کلمۂ حق تیری بدولت

ہے آگ میں تو قوموں کے پڑتی
دیتی ہے اُن کو سنجیدہ رائیں
گہ جھاڑتی ہے مفلس کی مستی
کرتی ہے رسوا بے عزتوں کو
پھٹکارتی ہے تو جاہلوں کو
تُرشی ہے تیری طینت میں داخل
لاکھوں نے کی ہے تیری شکایت
عالم کو اپنا دشمن کیا ہے
تیرے نوشتے چلتے رہے ہیں
جمہور میں وہ بدنام ٹھہرا
کتنوں نے مانا کافر علیؑ کو
بہتان باندھے زین العبا رضؓ پر
کی شافعی رضؓ پر برپا قیامت
یہاں تک کہ اکثر مفصل سے بازو
چہرہ پہ تھوکا کوڑوں سے مارا
خالی ہوا لے ابن حسنؓ سے
کتنوں کے رسّی ڈالی گلے میں
ٹھہرایا زندیق اربابِ دیں کو
مردوں پہ گذری کیا کیا مصیبت

ٹھہرے جو باغی یگانے سب سے — تجھ پہ ہوئے وہ دیوانے جب سے
دنیا نے اُن پر گو ظلم توڑا — دامن اُنھوں نے تیرا نہ چھوڑا
ہے تلخ و شیریں ہر بات تیری — سننے میں کڑوی کہنے میں میٹھی
کانوں کو تو ہے گو نا گوارا — منھ سے نکلنا تیرا ہے پیارا
جو منکر حق سے بھاگے بگڑ کر — حق اُن کو لایا گردن پکڑ کر
حق کے سب آخر طالب ہوئے ہیں — تب حق کے دعوے غالب ہوئے ہیں
ہوتا نہ ہرگز جگ میں اُجالا — حق کا نہ ہوتا گر بول بالا
اے راست گوئی اے ابر رحمت — ہے اس چمن میں سب تیری برکت
گر تو نہ ہوتی یاں سایہ افگن — برباد ہوتا کب کا یہ گلشن
عالم ہے سرسبز تیرے قدم سے — آباد یہ گھر ہے تیرے دم سے
باغ جہاں کو چھانٹا ہے تو نے — اکثر خزاں کو ڈانٹا ہے تو نے
تو نیکیوں کی یاور رہی ہے — تو گمرہوں کی رہبر رہی ہے
جن بستیوں میں تو چھپائی — کھیتی اُنھیں کی یہاں لہلہائی
ہندا اپنی جس جا تو نے زباں کی — نکبت نے منزل آکر وہاں کی
سرسبز نہ ہوتا گر نور تیرا — یونان میں ہوتا ہر سو اندھیرا
گر مصر کی تو کھوتی نہ خامی — مصری نہ ہوتے عالم میں نامی
سرا میں حق کا جھنڈا نہ گڑتا — سایہ اگر واں نہ تیرا پڑتا
منیفش نہ ہوتی گر تیرے لب کو — قبلہ نہ کرتے خاک عرب کو
ہوتے رہے ہیں سب ملک و ملت — منکر تجھ سے نوبت بہ نوبت

مشرق میں جب تھی تیری حکومت
چھائی ہوئی تھی مغرب میں ظلمت
جب دور تیرا مغرب میں آیا
مغرب کو تو نے مشرق بنایا
کھلتے رہے ہیں گل تیرے ہر سو
مہکی ہے اکثر یہاں تیری خوشبو
گر تجھ میں تلخی حد سے سوا ہے
پر تیری دارو صحت فزا ہے
ہر بول تیرا جوش غضب سے
ہے حق کی آواز راہ طلب سے
گو علم کی تو ہے زندگانی
پر جہل تیرا دشمن ہے جانی
جاہل ہمیشہ تجھ سے لڑے ہیں
نادان ہزاروں تجھ سے اڑے ہیں
لاکھوں بلائیں آئیں ہیں تجھ پر
اکثر گھٹائیں چھائی ہیں تجھ پر
ملکوں نے حملے تجھ پر کیے ہیں
قوموں نے تجھ سے بدلے لیے ہیں
اے کلمہ حق اے سر یزداں
جس وقت ہو تو پردے سے عریاں
ہوں تیرے جس دم انصار تھوڑے
دشمن بہت ہوں اور یار تھوڑے

عالم ہو تیرا جب آشنا سا
حالی کو رکھیو اپنا شناسا

مثنوی

تعصب و انصاف

از

شمس العلما خواجہ الطاف حسین حالی

باہتمام اسحاق علی علوی

الناظر پریس واقع لکھنؤ میں چھپا

۱۹۱۹ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مثنوی

تعصب و انصاف

یاد ہے ہم کو وہ عالم اپنا
اپنی جو بات تھی خوش آتی تھی
اپنی ہر آن پہ ہم مرتے تھے
اپنے انداز کے سودائی تھے
کان کو اپنی ہی بھاتی تھی الاپ
آپ خوبی پہ تھے اپنی مفتون
جس جزیرے میں ہوئے تھے پیدا
روم کی تھی نہ خبر شام کی تھی
تھے تماشائی دشت پُرخار
پیکِ شوق آپ ہی ہوتے تھے بحال
نالۂ زاغ و زغن پر تھے فدا

جبکہ ہم آپ تھے اپنے پہ فدا
اپنی اک ایک ادا بھاتی تھی
اپنی رعنائی کا دم بھرتے تھے
اپنے جلوے کے تماشائی تھے
سر دُھنا کرتے تھے ہم آپ ہی آپ
خود ہی لیلیٰ تھے ہم اور خود مجنون
اپنی لے دے کے وہی تھی دنیا
آگہی طوس نہ ایلام کی تھی
کبھی گلشن کی نہ دیکھی تھی بہار
کہ نہ چکھا تھا کبھی آبِ زلال
نہ سنی تھی کبھی بلبل کی صدا

سیر انگورہ کی بو پہ تھے نثار — کہ نہ سونگھا تھا کبھی مشک تتار
پرنیان جانتے تھے کمبل کو — کہ نہ برتا تھا کبھی مخمل کو
اور پری تھی نہ سنی بات کبھی — بدلے دیکھے تھے نہ دن رات کبھی
ہم بسر کرتے تھے جس عالم مین — وہان سما ایک تھا ہر موسم مین
رخ ہوا کا نہ بدلتا تھا کبھی — موسم اگر نہ نکلتا تھا کبھی
ایک ہی فصل پہ تھا دار و مدار — وہان خزان جا کے نہ آتی تھی بہار
ایک سر رہتے تھے دن رات سدا — آسمان کو تھی نہ گردش اصلا
تھی سمجھ پیر و جوان کی یکسان — عقل تھی خورد و کلان کی یکسان
رکھتے تھے ایک سبق از بر یاد — مبتدی منتہی شاگرد استاد
وہان نہ تھی حد بلوغ صبیان — پیر بالغ تھے نہ بالغ تھے جوان
نئی بولی کا وہان صرف نہ تھا — تیس حرفون کے سوا حرف نہ تھا
تھے خدا کے وہی ننانوے نام — اور لینا تھا وہان نام حرام
اہل دولت کی نہ تھی عام عطا — ایک ہی سمت برستی تھی گھٹا
تھا نہ دیندارون کو غیرون سے لگاؤ — ایک ہی سمت تھا رحمت کا جھکاؤ
دعوے غیرون کے تھے سب بے صرفہ — فیصلے ہوتے تھے نت یک طرفہ
راستی کا تھا نہ غیرون پہ گمان — حق نہ دائر تھا فریقین مین وہان
تھی عناصر مین نہ وہان آگ نہ باد — خلق سے ایک معنی تھی مراد
حس و حرکت کے کوئی پاس نہ تھا — وہان کا حیوان بھی حساس نہ تھا
تھی درختون کو نہ وہان نشو و نما — چلنے پاتی تھی نہ گلشن مین صبا

گل شگفتہ تھے نہ پودے شاداب
وہی مرغوب تھی وہاں پوشش تن
تھے پسندیدہ اُسی شان کے گھر
اُسی انداز کے چلتے تھے جہاز
تھی اُسی نسخہ پہ موقوف شفا
ٹوٹ سکتی تھی نہ وہاں رائے قدیم
وہاں کسی طرح نہ ممکن تھا چلا
گھوڑے دوڑائے تھے اگلوں نے جہاں
کی تھی جس جا قدما نے منزل
علم و فن تھے نئے سارے مردود
نئی لذت سے تھی ہر طبع نفور
سب کی گدی پہ لگی تھیں آنکھیں
پیچھے گر دیکھتے تھے ریگستان
آگے ہوتا تھا اگر چشمۂ آب
روشنی رکھتی تھی اُن سے اَن بن
تھا لکیر اپنی پہ ایک ایک فقیر
رسم و عادت نہ بدلتی تھی وہاں
آگ وہاں بجھ کے سلگتی کم تھی
شان میں وہاں نہ سنا تھا حق کی

وہاں زمانے پہ نہ آتا تھا شباب
جس سے آدم نے چھپایا تھا بدن
کی تھی حوّا نے جہاں عمر بسر
کشتیٔ نوح کا تھا جو انداز
جو تھا بقراط نے ترکیب دیا
تھا امٹ لکھ گئے جو اگلے حکیم
وہاں نہ پانی تھا مرکب نہ ہوا
وہی جولانگہ مردم تھی وہاں
بڑھنے پاتے تھے نہ وہاں سے محمل
عجب کے وہاں تھے خزانے محدود
نعمتیں حق کی وہاں تھیں محصور
کچھ نہ آگے نظر آتا تھا انھیں
سوجھتا تھا اُنہیں وہ آب رواں
وہ سراسر نظر آتا تھا سراب
جیسے خفاش سے سورج کی کرن
دل پہ ہر نقش تھا پتھر کی لکیر
برف جم کر نہ پگھلتی تھی وہاں
اور سلگتی تھی تو لگتی کم تھی
کُلَّ یَومٍ ھُوَ فی شان کبھی

وضع میں تھا نہ تغیّر خو میں
سمجھا جاتا تھا وہ دل سے فرمان
بات مشکل بھی دلوں سے جانی ؛
غیر کی بات خطا اپنی صواب ؛
چڑھ کے گر بحث کو جاتے تھے کہیں
تھی وہاں حق کی یہی "ڈیفنس"
اُسی عالم میں پلے تھے ہم بھی
جانتے تھے کہ مسلّم جہاں میں ہم ہیں
حق نے جو ہم پہ کیے ہیں احسان
سب سے ہر بات میں ہم ہیں افضل
اپنے حصّہ میں ہے ساری تہذیب
جو قدیم اپنا چلن ہے اور چال
ہے بری عیب سے خوراک اپنی
رسم اپنی نہیں بیجا کوئی
آدمیّت کے ہمیں ہیں مصداق
سب سے عالی ہیں خیالات اپنے
ہم چلے جاتے ہیں جس رستے پر
تھے سمائے ہوئے جو دل میں خیال
جس کو ایک بار بُرا جان لیا

جلسے دل سنگ تھا ہر پہلو میں
مہر جس دل پہ نہ ہوتی تھی وہاں
نقش تھے دل کے خطِ پیشانی
سب سوالوں کا تھا وہاں ایک جواب
فتح کا پہلے سے ہوتا تھا یقین ؛
شستہ سے جو اپنے نکل جائے سخن ؛
اُسی ساون کے تھے اندھے ہم بھی
ختم ہیں سارے کمالاتِ بشر
اُن سے محروم ہے نوعِ انسان
اب نہیں کوئی ترقی کا محل
خانہ پرور ہے ہماری تہذیب
خوردہ گیری کی نہیں اُس میں مجال
پاک دھبّے سے ہے پوشاک اپنی
طور اپنا نہیں بھونڈا کوئی ؛
ہم سے سیکھے کوئی حُسنِ اخلاق
سب مسلّم ہیں کمالات اپنے
وہاں نہ کھٹکا ہے کہیں کا نہ خطر
تھا تصوّر بھی خلاف اُن کے محال
عمر بھر پھر اُسے اچھا نہ کہا

ٹوٹتی تھی نہ کبھی اپنی دلیل
وہم و شک کی کوئی صورت ہی نہ تھی
خو بدلتے تھے نہ بدلی تھی کبھی
ہم سمجھتے تھے نہ سمجھانے سے
سچ وہی تھا جسے سچ جان لیا
حق و باطل کی یہی تھی میزان
ذات باری کو نہیں جیسے زوال
کوہ ہٹ جائے تو یہ تھا ممکن
حسن ظن تھا یہ سمجھ پر اپنی ؛ ؛
تھے لڑکپن کے خیالات تمام
دیکھتے سنتے تھے جو اُس کے خلاف
تھی نئی بات سے یہاں تک نفرت
نئی شے کی جو پالیتے تھے ؛
عقل کی تھیں نہ بھلا میں مقبول
فکر پر زور نہ ڈالا تھا کبھی
جو کہ تھا اپنی کتابوں میں لکھا
جو کہانی تھی بزرگوں نے کہی ؛
تھا لباسوں میں لباس اپنا لباس
تھی زبان اپنی زبان پاکان

وہی دعوے تھا وہی ...ید
ہم کو تحقیق کی حاجت تھی ... سیر
رائے ایسی تھی پسند ... پھوت
اور اُلجھ جاتے تھے ... اپنا
جھوٹ تھا جھوٹ جو تھی نصیر
جھوٹ اور سچ کی یہ ... ناجی
رائے اپنی بھی بدلتی تھی ... مالک
ہم نہ ہٹتے تھے جگہ سے
غلطی کا تھا گمان تک ... دور
دل میں اُترے ہوئے ... شبہ
نظر آتا تھا وہ سب لاف و گ...
ہوتی تھی سننے سے پہلے ...
ناک بن دیکھے چڑھا لیتے ...
تھی وہ سرکار میں اپنی معز...
ہوش ہم نے نہ سنبھالا تھا ...
کوئی حرف اُس میں جز الہام
تھا وہی فلسفہ اور علم ...
اور سب سوختنی ہے وسوا...
ماسوا اہل جہنم کی زبا...

ساتھ ا... باقی نہ تھا ہوش
صلی ... تی تھی جب بات نئی
نہ سمجھ... ت بھی اگر دیکھتے تھے
بھا... سے چونک اُٹھتے تھے
ایک ... یا سے نرالا تھا مذاق
اُ... کو قومی جانتے تھے
...د حق و باطل مطلق ؛
... بحث اگر کرتے تھے ؛
...ی خصم نے جو بات کہی
... بات کو کرتا تسلیم
خطرہ جو کبھی آتا تھا
...سکے یہی سمجھتے تھے کہ جو
...ہیرے کو اگر کہتے تھے نور
لاف اپنے کوئی بول اُٹھا
غیر دان کا نہ تھا بے نفرین
...سے واسطے تھی نار سعیر ؛
...رستے تھے حور ... دہوا کے بندے
...شتین ختم تھیں ساری ہم پر
...ک اعمال تھے غیروں کے تباہ

تھے نشہ میں بیخودی کے مدہوش
غیر ہو جاتی تھی حالت دل کی ؛
آنکھ اُٹھا کر نہ اُدہر دیکھتے تھے
اوپری شکل پہ بھونک اُٹھتے تھے
ہم کو تھا زہر بھی اپنا تریاق
بات ہر پھر کے وہی مانتے تھے
جو پڑھا تھا وہی ازبر تھا سبق
حق سے ہم قطع نظر کرتے تھے
بحث و تکرار کی نہایت تھی یہی ؛
اپنے نزدیک ہزیمت تھی عظیم
نفس آپ اپنے کو جھٹلاتا تھا
ہم کہیں بات وہ تسلیم نہو ؛
دوستوں کو یہی کہنا تھا ضرور
اُس سے بڑھ کر کوئی بدخواہ نہ تھا
کوئی مردود تھا اور کوئی لعین
باغ فردوس تھا اپنی جاگیر ؛
ہم تھے مخصوص خدا کے بندے
وقف تھا رحمت باری ہم پر
اور مغفور تھے سب اپنے گناہ

مین تحقیق تھی اپنی تقلید
تھا بدی کا نہ کسی کا کچھ ڈر
سب دعا گو تھے ہمارے ملکوت
حوض کوثر پہ تھا اپنا قبضہ
اپنی ظلمت تھی سراسر تنویر
رہتے تھے جنت مین نہ تھے ہم ساجھی
تھے قضا و قدر کے مالک

شرک اپنا تھا سراسر توحید
پاس ایسی کوئی رکھتے تھے سپر
تھے ہمین آدم و حوا سے پسند ملکوت
سلسبیل اپنی تھی طوبیٰ تھے اپنا
اپنے اندھون کو بھی کہتے تھے بصیر
غیر ناری تھے سب اور ہمی تھے ناجی
ہم تھے اللہ کے گھر کے مالک

عصبیت مین رہے جب تک چور
نظر آتا تھا نہ کچھ پست و بلند
دی جب انصاف نے دستک آکر
جلوۂ علم یقین کو دیکھا ؛؛
رخ حقیقت نے دکھایا ہر سو
کی تعصب سے جو ہین قطع نظر
عکس پڑتا نہ جہان کوئی حجاب
جھوٹ سے سچ نظر آتا تھا الگ
نکتہ چین یار تھے وہان یار و سگے
دور بیگانہ نہ تھا خویش سے وہان
عیب سب کہتے تھے اپنے خویش ہو

کھینچتے یون ہی رہے آپ کی ہم دور
تھے ہم ایک کلبۂ تاریک مین بند
حجرۂ تنگ سے نکلے باہر سو گھر
آسمان اور زمین کو دیکھا
چاندنا سا نظر آیا ہر سو ؛؛
ہوا ایک اور ہی عالم مین گذار
دھوکہ پانی کا نہ دیتا تھا سراب
دودھ پانی نظر آتا تھا الگ
قدر وان غیر تھے اغیار و سگے
خویش و دل تھا نہ درویش سے وہان
دوغ وہان اپنی بھی ہوتی تھی ترش

ساتھ اغیار کے کھاتے تھے اگر
صلح لمپ جلاتے تھے وہاں
نہ سمجھتا تھا وہاں کوئی بشر
بھائی انسان تھے سب انسانوں کے
ایک معدن کے تھے سب لعل و گہر
اشعری معتزلی ۔ لا مذہب ؛
اپنی ہر رائے پہ کرنا اصرار
ہٹ سے باز آتے نہ تھے جو زنہار
پاؤں داں جن کے پھسل جاتے تھے
پھر وہاں دل کی نکل سکتی تھی
دیکھ حجت کو قوی پیر و جوان
حق کی آواز جہاں آتی تھی ؛
پاک عقلیں تھیں خطا سے نہ علوم
غور ہر بات میں کی جاتی تھی ؛
تھی وہاں عقل معطل نہ حواس ؛
آنکھ رہ سکتی نہ تھی بن دیکھے
سونگھتی تھی جو الو ہی کوئی چیز
سنتے تھے بات نرالی جب ہم
کڑوے اور میٹھے کو چکھ لیتے تھے

کبھی ایمان کا ہوتا تھا ضرر
اتقیا میز پہ کھاتے تھے وہاں
آپ کو نوع بشر سے بہتر
میت ہنود تھے مسلمانوں کے
ایک ڈالی کے تھے سب برگ و ثمر
ایک ماں باپ کی اولاد تھے سب
کفر واں بس یہی پایا تھا قرار
تھے وہ بوجہل کی امت میں شمار
خود پھسل کر وہ سنبھل جاتے تھے
رائے اپنی بھی بدل سکتی تھی
بند ہو جاتے تھے بحثوں سے وہاں
مت کروڑوں کی بدل جاتی تھی
جز نبی کوئی نہ تھا واں معصوم
مشورت عقل سے لی جاتی تھی
سب قویٰ کام میں تھے یکساں
کان سننے سے نہ باز آتے تھے
جانچتی تھی اُسے واں چشم تمیز
کستے تھے اُس کو محک پر پیہم
کھرے کھوٹے کو پرکھ لیتے تھے

پھول ہر خار سے چن لیتے تھے
بھوگ پنچون کی بھی مِن لیتے تھے

عادتین سب کی بدلتی تھین سدا
ایک اللہ کی عادت کے سوا

عیب جس رسم مین پالیتے تھے
دل وہین اُس سے ہٹا لیتے تھے

اُجلی پوشاک جو مل جاتی تھی
مَل بچے کپڑون سے شرم آتی تھی

دیکھ لی جس نے کہ شمع کا نور ؛
تھا وہ چپکیٹ بھری ڈیوٹ سے نفور

ہاتھ آجاتا تھا جب مال نیا
پھینک سب دیتے تھے عطار دوا

گر کے ہو جاتے تھے گھر جنکے کھنڈر
گھر کی واجب تھی مرمت اُن پر

نت نئی ریت نکلتی تھی وہان
رُت سمان روز بدلتی تھی وہان

قافلے چلتے تھے دن رات تمام
کسی منزل پہ نہ کرتے تھے مقام

قبلہ تھا علم الٰہی اُن کا
تھا سفر نامتناہی اُن کا

تشنۂ علم تھے وہ ان سب ایسے
پیاسے پانی کے ہون طالب جیسے

نہ مجسطی پہ قناعت تھی اُنہین
نہ اشارات کفایت تھی اُنہین

عرش تحقیق تھا استھان اُنکا
مصر تیرتھ تھا نہ یونان اُن کا

دیکھا جب عالم انصاف کا رنگ
ہم کو خود آنے لگا آپ سے ننگ

خوبیان اپنی تھیں جو ذہن نشین
ان پہ ہم کرنے لگے خود نفرین ؛

عیب سب اپنے نظر آنے لگے ؛
آپ ہم اپنے سے شرمانے لگے

ہوئی وہ بزم خیالی برہم
تھا طلسمات کا گویا عالم

جس کو سمجھے تھے غلط ہم دریا
ایک وہ ناچیز سا قطرہ نکلا ؛

تھا کیا جس کو یقین چشمۂ آب
وہ نمائش تھی حقیقت مین سراب

قصر و ایوان کا گمان تھا جن پر
نکلے آخر وہ گڑھے اور کھنڈر

تھا نہ یک دانہ خردل سے سوا
کوہ الوند جسے سمجھا تھا

جب ہر ایک قوم کا سامان دیکھا
ہم نے دان آپ کو عریان دیکھا

نکلے سب ہیچ خیالات اپنے
ٹھہرے سب پوچ کمالات اپنے

آپ کو اونٹ سمجھتا تھا بڑا
نکلا جب تک کسی گھاٹی سے نہ تھا

چوٹیان آئین جو پربت کی نظر
پھر اٹھایا نہ کبھی اونٹ نے سر

بھنگا جب تک رہا گولر مین نہان
تھا وہی اُس کے تصور مین جہان

پر وہ گولر سے جو باہر آیا
اپنی ہستی سے بہت شرمایا

پردہ جب تک رہا آنکھون پہ پڑا
حسن پر اپنے گمان تھے کیا کیا

منہ جب آئینہ مین دیکھا جا کر
ہم کو ایک شکل مہیب آئی نظر

ہوا حیرت سے دگرگون احوال
ڈر گئے دیکھ کے اپنے خط و خال

دیکھا جب آپکو بالکل معیوب
چھپ گئے غیرون کی آنکھوں سے عیوب

یک قلم ہو گئی نخوت کافور
بن گیا رشک ہمارا وہ غرور

ناخن فکر نے کی دل مین خراش
عیب جویون کی لگے کرنے تلاش

جنکے طعنون کی تھی ہم پر بھرمار
اُن کے ہم دل سے ہوئے شکرگزار

ہم نے جانا کہ یہی ہین دلسوز
چل رہے تیر ہین جن کے دلدوز

ان کا غصہ ہے سراسر رحمت
زہر ہین اُنکے بھرے ہے امرت

انہین بندون سے ہین ایمان سچے
یہی کافر ہین مسلمان سچے

قائم انصاف کا جب ہوگا نشان
مانتے جاینگے انہین کے احسان

بیخبر کب کے پڑے سوتے تھے — اُن کی آواز سے ہم چونک اٹھے
ان کے طعنوں نے جگایا ہم کو — زہر نے ان کے جلایا ہم کو
یار و اغیار کے عیب اور ہنر — آشکارا ہوئے اکبار ایک ہم پر
حق کے جلوے نظر آئے ہر جا — اہل باطل میں بھی ایک پائی ادا
ظاہر راہ میں باطل کا سراغ — اہل حق کو بھی نہ پایا بے داغ
اہل تقویٰ کی ریائیں دیکھیں — اہل حکمت کی خطائیں دیکھیں
زشتیاں نیکیوں نکوکاروں میں — خوبیاں پائیں گنہگاروں میں
کلب کی پاک سرشتی دیکھی — پائے طاؤس کی زشتی دیکھی
عیب بھی دیکھے ہنر بھی دیکھے — خار دیکھے تو ثمر بھی دیکھے
ہنر اغیار میں پائے اکثر — عیب اپنے نظر آئے اکثر
دفتر علم کو ابتر پایا — علم کو جہل سے بدتر پایا
مجلسیں غیبت و بہتان سے پر — صحبتیں جھوٹ کے طوفان سے پر
منقطع بھائی کی بھائی سے امید — اپنا بیگانہ لہو سب کے سفید
پاک بندوں کی زبان پر دشنام — نہ ثقات اس سے بری اور نہ کرام
فقرا مکر و ریا کے پتلے — اغنیا حرص و ہوا کے پتلے
شیخ عیار تو زاہد پرفن — مولوی عقل کے سارے دشمن
پیاز کی طرح نرے پوست ہی پوست — قوم کے دوست مگر نادان دوست
حالت القصہ جو دیکھی اپنی — کوئی کل پائی نہ سیدھی اپنی
سامنے آوے کو ٹٹولا جا کر — کوئی برتن نہ سدول آیا نظر

پایا ایک دین کا محکم قانون
وہ بھی یارون کی بدولت مطعون

دیکھی آنکھون نے جو یہ حالت زار
جی بھر آیا نہ رہا صبر و قرار

گو نہ تھا تلخ نوائی کا محل
آہین دو چار گئین دل سے نکل

تلخ گذرے جو کسی کو یہ صدا
حق ہین تلخی کے سوا اور ہی کیا

مولانا حالی مرحوم کی دیگر تصانیف

حیات جاوید - سر سید احمد خان کی قابل دید سوانحعمری للعہ/

یادگار غالب - مرزا غالب مرحوم کی سوانحعمری اور اُن کے کلام پر تبصرہ ؏/

حیات سعدی - شیخ سعدی شیرازیؒ کی سوانحعمری اور کلام پر ریویو ؏/

دیوان حالی - مولانا حالی کا دیوان ؏/

مقدمہ شعر و شاعری - دیوان حالی کا لاجواب مقدمہ جسمین شاعری پر مفصل بحث کیگئی ہے ؏/

مسدس حالی - یعنی مد و جزر اسلام جو مولانا کی مقبول ترین تصنیف ہے ؏ ۸/

مجموعہ نظم حالی - مولانا کی انتخیب نظمون کا مجموعہ ؏/

مولود شریف - مولانا حالی مرحوم کے انتقال بعد اُن کے مسودات مین ملا ہے ؏/

مجالس النساء (۲ جلد) عورتون کیلیے مولانا حالی نے لکھی تھی جو اُن کے مسودات مین ملی ۶/

الدین یسیر - مولانا حالی کا ایک عالمانہ مضمون ۳/

تدبیر - " ۲/

رباعیات حالی	۴/	قطعات حالی	۸/	تحفۃ الاخوان	۵/
مثنوی حقوق اولاد	۳/	شکوۂ ہند	۲/	مثنوی برکھا رت	۱/
جھوٹ اور ایکے کا مناظرہ	۱/	چپ کی داد	۱/	بیوہ کی مناجات	۲/
مسدس تنگ خدمت	۱/	حب وطن	۱/	مناظرہ رحم و انصاف	۱/
مرثیہ غالب	۱/	مرثیہ حکیم محمود خان	۱/	عرض حال	۱/

ترکیب بند

جو خواجہ صاحب نے محمڈن ایجوکیشنل کانگرس کے چوتھے سالانہ جلسہ منعقدہ علیگڈھ میں پڑھا

زمانہ دیر سے چالا رہا ہے اے مسلمانو — کہ ہے گردش میں میری غیب کی آواز پہچانو
سُنے ہوں گر نہ معنی لاتسبوا الدہر[1] کے تم نے — تو اب سُن لو کہ ہوں میں شان ربانی مجھے مانو
وہ ناصح اور ہونگے جنکا کہنا ٹل بھی جاتا ہے — اگر میری نہ مانوگے تو پچھتاؤگے نادانو
میری بازی کا نقشہ گیا کب کا پلٹ یارو — خبر تمکو بھی ہے کچھ اے مری چالوں سے بیگانو
گئے وہ دن کہ نفریں کرتے تھے دیندار دنیا پر — بقائے دین و ملت منحصر دنیا پہ اب جانو
گئے وہ دن کہ ثروت باپ دادا چھوڑ جاتے تھے — بس اب ثروت ہے مرد و دیکا حصہ یہ تم سیانو
گئے وہ دن کہ لاکھوں بے ہنر یاں عیش کرتے تھے — ہوا ہے بے ہنر جینا بھی اب مشکل میری جانو
مٹے ہو جس ہنر اور فن پہ تم وہ مٹنے والا ہیں — یہ سودا کب تک اے شمع سحرگاہی کے پروانو
بھرا سمجھے ہو جس گھر کو نہیں دیار وان کوئی — کہاں بیٹھے ہو تم اے خانہ ویراں کے دربانو

نصیحت میری مانو اب بھی اپنی ہٹ سے باز آؤ
پھری جسوقت دیکھو میری چتون تم بھی پھر جاؤ

گیا دورہ حکومت کا بس اب حکمت کی ہے باری — جہاں میں چار سو علم و عمل کی ہے عملداری
جنھیں دنیا میں رہنا ہے رہے معلوم یہ اُن کو — کہ ہیں اب جہل و نادانی کے معنی ذلت و خواری
ضرورت علم و دانش کی ہے ہر قوم و رعیت میں — نہ چل سکتی ہے اب بے علم تجاری و معماری
جہاں علم تجارت میں نہ ماہر ہوں گے سوداگر — تجارت کی نہ ہوگی تا قیامت گرم بازاری

[1] یہ ایک حدیث کیطرف اشارہ ہے جسکے الفاظ یہ ہیں لاتسبوا الدہر فان الدہر ہو اللہ یعنی زمانہ کو برا نہ کہو کیونکہ وہ بھی ایک شان ہے شیون الٰہی میں سے اور زمانے کے جو واقعات تم کو ناگوار گذرتے ہیں وہ درحقیقت خدا کے کام ہیں ۱۲

نہ آئیگی پسند اُن نوکروں کی خدمت و طاعت — جنہیں پائینگے آقا نہ ہو تعلیم سے عاری
اگر چاہینگے کرنی آدمی گھوڑوں کی سائیسی — تو دینا ہوگا اُن کو امتحانِ علمِ بیطاری
نہ مستغنی بچا دل علم سے ہیں اور نہ باورچی — ہلو ہی مدرسوں سے مطبخوں تک فلسفہ جاری
یقیں جانو کہ آئندہ ملے گی درسگاہوں میں — گر آٹا پیسنے کو چاہیئے گا اک پسنہاری
کوئی پیشہ نہیں اب معتبر بے تربیت ہرگز — نہ فصّادی نہ جراحی نہ کحالی نہ عطّاری

جہاں تک دیکھیے تعلیم کی فرماں روائی ہے
جو سچ پوچھو تو بیشک علم ہے اب پر خدائی ہے

گئے وہ دن کہ تھا علم و ہنر انساں کا اک زیور — ہوئی ہے زندگی خود منحصر علم و دانش پر
کوئی بے علم روٹی سیر ہو کر کھا نہیں سکتا — نہ زرگر اور نہ آہن گر نہ بازی گر نہ سوداگر
مہندس چاہیے مزدور اب اور راج اقلیدس — بس اب بنیا ہے بے علموں کا ہے اللہ ہی یاور
نہ پہنچے گا کوئی جاہل کی شاید سی ہوئی جوتی — بس اب موچی فلاطوں ہے یا نہیں کچھ ہو تو ہو کمتر
جہاں داری میں آج اک ایک حاکم ہے جم و کسریٰ — جہاں گیری میں ہے ایک اک سپاہی طغرل و سنجر
گئے وہ دن کہ تھے محدود کام انسان کے سارے — برابر تھا بئے کا گھونسلا اور آدمی کا گھر
یہ دورہ ہے بنی آدم کی روز افزوں ترقی کا — جو آج اک کام ہے اعلیٰ تو کل ہے اُس سے اعلیٰ تر
کوئی دن میں خسارہ سب سے بڑھ کر اُسکو سمجھیں گے — کہ دو دن آدمی ٹھہرا رہے یاں ایک حالت پر
نہ تھا غیر از ترقی فرق کچھ انسان و حیواں میں — دیا ہے امتیاز انساں کو یہ تعلیم نے آکر

زمانہ نام ہے میرا تو میں سب کو دکھا دوں گا
کہ جو تعلیم سے بھاگیں گے نام اُن کا مٹا دوں گا

بھلا ہو شکر ہے اے قوم جس کا اس کا بالا ہے — کہ جس نے قوم کی تعلیم کا پایہ دل ڈالا ہے

خدا کی برکت اور رحمت ہو نازل تجھ پہ اے سید — کہ تو نے بھائیوں کا ڈوبتا بیڑا سنبھالا ہے
فدائی قوم کے تجھ سے ہی گذرے ہونگے دنیا میں — کہ داغ ان کی زمیں کا جن سکے آج تو نے اچھالا ہے
بھلائی کا تری احسان مانیں یا نہ مانیں ہم — بھلائی کرنے والوں کا ہمیشہ بول بالا ہے
کریں کیا گر زمانہ بدگماں ہو گیا ان تجھ سے — کہ درد دل کی کیفیت سمجھ سے ان کی بالا ہے
نمونہ کوئی ہمدردی کا دیکھا تھا نہ یاروں نے — ترے کاموں نے ان کو اس لیے حیرت میں ڈالا ہے
کیا ہے کام جو تو نے نہ ڈر انجام سے اسکے — کہ نیکی کا نشاں رہتا ہے قائم خدا خود رکھنے والا ہے
کیا گو تو نے سب کچھ پر بہت کچھ ہے ابھی کرنا — ہے آخر قوم کی تعلیم یا منہ کا نوالا ہے
جسے احباب اک قصر رفیع الشان سمجھے ہیں — نہ ہو تو اس کا پشتیبان تو اک مکڑی کا جالا ہے

عزیزوں کو خدا وہ نامبارک دن نہ دکھلائے
کہ سایہ تیری ہمدردی کا ان کے سر سے اٹھ جائے

تیرے احسان رہ رہ کر سدا یاد آئیں گے ان کو — کریں گے ذکر ہر مجلس میں اور دہرائیں گے ان کو
تری کوشش پہ تیری زندگی میں جو کہ ہنستے ہیں — نتائج اسکے تیرے بعد خون رلوائیں گے ان کو
تری رایوں کو جو منسوب کرتے ہیں ضلالت سے — زمانے کے حوائج جلد تر شرمائیں گے ان کو
ترے کاموں کو خود رائی پہ جو محمول کرتے ہیں — دل ان کے کوئی دن جاتا ہے خود جھٹلائیں گے ان کو
انھوں نے خودغرض ملک میں کبھی دیکھی نہیں شاید — وہ جب آئینہ دیکھیں گے تو ہم دکھلائیں گے ان کو
بہت مشکل ہے جاتی سرد مہری قوم کے دل سے — مگر تیری جو دل کے داغ کچھ گرمائیں گے ان کو
اگر ہوں گی کہیں کچھ کچھ دبی چنگاریاں باقی — لگائینگے وہ گھر میں آگ جب سلگائیں گے ان کو
بہت ہیں مدعی ہمدردی اسلام کے لیکن — ٹٹولیں گے انھیں جب خالی پائیں گے ان کو
کبھی تسبیح کو ان کی ملی فرصت نہ طاعت سے — تو تیری خدمتیں اسلام کی گنوائیں گے ان کو

ملا گو قوم سے اب تک نہیں اصلا صلا تجھ کو
نہیں امید پر تجھ سے کہ ہو اس کا گلا تجھ کو

جنھوں نے قوم کی اصلاح کا بیڑا اٹھایا ہے
انھوں نے پھل سدا محنت کا کم دنیا میں پایا ہے

یہ تیری خوش نصیبی تھی کہ ثمرہ تیری کوشش کا
خدا نے زندگانی میں تری تجھ کو دکھایا ہے

بہت جھکڑ چلے اور آئیں اکثر آندھیاں لیکن
رہا گلزار ہو کر باغ جو تو نے لگایا ہے

دیا ہے ساتھ بھی تیرا ہزاروں نے دل و جاں سے
اگر دو چار نے کچھ کہہ کے تیرا دل دکھایا ہے

ادھر پورب سے پچھم تک ادھر اتر سے دکھن تک
مددگار اپنا جس گوشہ میں ڈھونڈھا تو نے پایا ہے

ادھر ہے سندھ تک کشمیر سے راس کماری تک
دلوں میں تو نے سکہ شہر شہر اپنا بٹھایا ہے

دکن میں تیری یادیں ہیں دعا میں تری ساتھی
ترا مداح ملکوں میں ہر اک اپنا پرایا ہے

خصوصاً وہ مبارک ملک جس نے ہند میں اول
رکاب اسلام کی تھامی اور اس پر سر جھکایا ہے

خدا کی برکتیں پنجاب اور پنجاب والوں پر
جنھوں نے ہر سفر میں تجھ کو آنکھوں پر بٹھایا ہے

جنھوں نے قوم کا ہمدرد دل سے تجھ کو مانا ہے
تری نصرت میں جن اخلاص سلمانی دکھایا ہے

نہ ہو افسردہ دل اور قوم پر فیض اپنا رکھ جاری
کہ اک ہمت سے تیری بندھ رہی ہیں ہمتیں ساری

ہوئی ہیں سرد دل یاروں کے تو ڈھارس بندھاتا رہ
امیدیں ان کی استقلال سے اپنی بڑھاتا رہ

پُروا ہو یا ہو پچھوا نہ کر تو اس کی کچھ پروا
لگایا ہے چمن جو تو نے پودا اس میں لگاتا رہ

امیدیں ہیں بہت سی البتہ تیری زندگانی سے
دعائیں قوم کی لے لے کے عمر اپنی بڑھاتا رہ

ابھی سیراب کم ہیں اور بہت ہیں تشنہ لب باقی
سبیل آخر لگائی ہے تو پیاسوں کو پلاتا رہ

نہیں تعلیم بے علموں کی کم احیائے موتی سے
جہاں تک تجھ میں دم باقی ہے مُردوں کو جلاتا رہ

زباں تو نے گر اپنے پہ کھا دی ہیں حق کہہ کر
فرو ہوتی نہیں آتش سی جب آتش بھڑکتی ہے
کیا ہے زندہ قوموں کو سدا قوموں کے کشتوں نے
شدائد میں تحمل خاص میراث انبیا کی ہے

تو خاموشی سے اپنے نکتہ چینوں کو تھکاتا رہ
ہر اک شعلہ کو آب بردباری سے بجھاتا رہ
مہم گر فتح کرتی ہے تو چوٹیں تو پہ کھاتا رہ
جو تو آل محمد ہے تو سب صدمے اُٹھاتا رہ

کوئی دن اور اس دار محن میں رنج سہنا ہے
پھر اس کے بعد تجھ کو زندہ جاوید رہنا ہے

عزیزو حق کی رحمت ہے یہ پیر ناتواں ہم میں
ہزاروں ہم میں ہوں گے بیچلر اور ماسٹر پیدا
ہو ہم میں قوم کا ہمدرد یہ قدرت خدا کی ہے
ہمارے تفرقوں نے کر دیئے تحلیل سب اجزا
ابھی اُٹھ کر فلاح قوم پر کوئی کمر باندھے
ابھی سُن لیں کسی قومی جماعت میں سکرٹیری
بنا ہے قوم کی خدمت تو کیونکر ہم سے بن آئے
اگر یہ گتھی پہیلی کی نہ سید ہم کو بتلاتا
نہ کی سید کے منصوبوں کی گر تائید یاروں نے

پھر ایسا پیر ہے ہم میں نہ کوئی نوجواں ہم میں
مگر اے قوم پھر یہ صورتیں پیدا کہاں ہم میں
نہیں غنچہ کوئی ہے بے باقی درمیاں ہم میں
نہ پاؤ گے کہیں ترکیب قومی کا نشاں ہم میں
ہزاروں اُس سے ہو جائیں گے پیدا بدگماں ہم میں
ہزاروں ہونگے پیدا نال منکر شادماں ہم میں
نہ دور اندیشیاں ہم میں خیر اندیشیاں ہم میں
تو اسلامی اخوت تھی فقط اک چیستاں ہم میں
تو پھر ہرگز سنبھلنے کی نہیں تاب و تواں ہم میں

بہت مشکل سے ہاتھ آیا ہے منزل کا نشاں یارو
پہنچنے دو سلامت تا بہ منزل کارواں یارو

رہو جیسے رہے ہو قوم کے غمخوار یار اب تک
جماعت کو تمہاری دیکھتے ہیں لوگ حیرت سے

کرو دھندلا نہ اُس رستے کو جو ہے بے غبار اب تک
تمہارے دم سے ہے کچھ قوم کا باقی وقار اب تک

تمہاری کوشش اور ہمت کا چرچا ہو زمانے میں
جو کام انجام کرنا ہے تو سید کے رہو حامی
دگرنہ دوستو سن لو کہ ہے آپس کی اَن بَن کا
پڑے ہیں جا بجا بکھرے ہوئے اطراف عالم میں
ہزاروں باغ ویراں ہو گئے آپس کے جھگڑوں میں
سفینے غرق لاکھوں کر دیئے بادِ مخالف نے
سمجھو یہ کہ فارغ ہو گئے ہم خاک میں مل کر
نظر آتا نہیں یاں حملۂ دوراں سے بچنے کو

تمہاری غفلتوں کی قوم ہے منت گذار اب تک
کہ قومی کامیابی کا اسی پر ہے مدار اب تک
وہی انجام جو ہوتا رہا ہے آشکار اب تک
کھنڈر لاکھوں ہمارے ہیں تفرقوں کے یادگار اب تک
پلٹ کر پھر نہیں آئی جہاں فصل بہار اب تک
زمانے کو نہیں معلوم خود جن کا شمار اب تک
ہماری گھات میں ہے انقلاب روزگار اب تک
سوا اک درسگاہ قوم کے کوئی حصار اب تک

کرو پورا حصارِ قوم کو سر جوڑ کر یارو
ہٹاؤ حملۂ دوراں کو سب جی توڑ کر یارو

یہ دار العلم سد راہ آسیب زماں ہوگا
نہیں صورت ابھرنے کی ہماری کوئی پستی سے
کمی نے کر دیا ہے علم کی ہم کو سبک سب سے
یہ بیت العلم روز افزوں ترقی کا ہے سرچشمہ
اگر راس آ گئی آب و ہوا اس کو طبیعت کی ہم کو
یقیں ہے ٹہنیاں پھیلیں گی طوبیٰ سے سوا اس کی
اگر اسلام میں باقی ہے خصلت حق شناسی کی
جو حق نے عالمِ اسباب دنیا کو بنایا ہے
بہت مدت سے ہے قحط الرجال اے قوم امت میں

اسی دار الشفا میں بخت پیر اپنا جواں ہوگا
اگر ہوگا اسی گھر سے بلند اپنا نشاں ہوگا
اسی پاسنگ سے ہوگا تو یہ پلہ گراں ہوگا
اسی چشمہ سے دیکھو گے کہ اک دریا رواں ہوگا
تو جو اٹھے گا پودا اس زمیں سے آسماں ہوگا
ہمارے واسطے دنیا میں یہ باغ جناں ہوگا
تو ایک اک نونہال اس باغ کا خود باغباں ہوگا
تو جو نکلے گا یاں سے کامیاب و کامراں ہوگا
اسی کھیتی سے اس بے تخم مردم کا ساماں ہوگا

بنا اسلام کی کہتے ہیں یہ تعلیم ٹھاوے گی — نہ ڈھینے دیگا حق اسلام پر گر مہرباں ہوگا
کسوٹی ہے یہ دار العلوم اسلامی اخوت کی — ہم اس سے بدگماں ہونگے جو ان سے بدگماں ہوگا

کبھی یاں آ کے کچھ دیکھا بھی ہو لے نکتہ چیں یارو
برا کہنا گھروں میں بیٹھ کر اچھا نہیں یارو

اگر دیکھتے ہیں دل پہلو میں یہ آ کر چمن دیکھیں — ریاض قوم کا فصل خزاں میں بانکپن دیکھیں
وطن کو جو سمجھتے ہیں کہ ہے ترجیح غربت پر — وہ آ کر شام غربت بہتر از صبح وطن دیکھیں
ہوئے ہیں جمع یاں جو نونہال اطراف سے آ کر — بہم سب کو شریک شادی و رنج و محن دیکھیں
محبت ان میں جب دیکھیں تو سمجھیں بھائی ہیں جانی — وطن پوچھیں تو ہند و سندھ و پنجاب و دکن دیکھیں
اگر غیبت میں پوچھیں ایک کا حال ایک سے آ کر — تو ہر طفل و جواں میں حفظ غیب و حسن ظن دیکھیں
تکلف سے بری ایک ایک کو دیکھیں اور بناوٹ سے — سخن میں راستی دیکھیں لباس میں سادہ پن دیکھیں
تواضع منعموں کی دیکھیں اور غیرت غریبوں کی — ادب بچوں کا دیکھیں تو جوانوں کا چلن دیکھیں
تامل رائے میں دیکھیں تو دیکھیں کام میں پھرتی — لڑائی فیلڈ میں دیکھیں کلاس میں [illegible] دیکھیں
اطاعت سلطنت کی احترام اہل حکومت کا — وفاداری کی گردن میں پڑی سب کے رسن دیکھیں
نہ بو اُن میں غلامی کی نہ بیباکی کی خو اُن میں — ادب اور معتدل آزادگی ان کا چلن دیکھیں
زباں سے قیصر ہندوستاں کا نام لے کوئی — تو اک دریا محبت کا دلوں میں موجزن دیکھیں
سلف پر فخر دیکھیں اور تاسف اپنی حالت پر — لگن اسلام کی اور قوم کی دل میں چبھن دیکھیں

نمازوں کی تقید دیکھیں اور روزوں کی پابندی
اجازت نیک کرداری کی اور ہر کام کی بندی

کلب میں آ کے گر احباب رنگ انجمن دیکھیں — تو زیب کرسی صدر اک مجسم یونین دیکھیں

نہ دیکھی ہو جنھوں نے شفقت و طاعت کی تصویریں
تاسف کرتے ہیں جو ہند کی نااتفاقی پر
اگر باور نہ ہو اخلاص سنی اور شیعی کا
نہ دیکھا ہو جنھوں نے پیار ہندو اور مسلماں میں
مسیحی کو پھ مشفق دیکھیں مسلمانوں کے بچوں کی
مجسم دیکھنی ہو شکل مہر مادری جن کو
اگر ہو دیکھنی تقریر میں تقویٰ سنی کی
اگر اسکول میں چاہیں کہ دیکھیں مو رسٹ کو اگر
دم تدریس دیکھیں جگر دری کو اگر رسول
ادب اور مشرقی تاریخ کا ہو دیکھنا مخزن
اگر بو جعفر طوسی کو زندہ دیکھنا چاہیں
سخن کوتاہ دار العلم پہنچیں قوم تا زاں
پہلن کے بعد دیکھیں گر مربی اپنے بچوں کا
خوشی میں رنج میں صحبت میں ہماری ہیں
رہیں چپ کس طرح ہم باغباں کی مدح و تحسین سے
نہ سمجھیں یہ کہ ہو اُس کو ہماری مدح کی پروا
محب قوم سنتا ہی در و دیوار سے تحسین

وہ بانی اُس کے تھا گر دکو ہم سخن دیکھیں
کلب میں ہندوؤں کے آئیں اور یونین دیکھیں
بہم شیر و شکر یاں چار یار و پنجتن دیکھیں
وہ اگر مسلم اور ہندو کو یک جان و دو تن دیکھیں
مسیحی کو مسلمانی تمدن زیب تن دیکھیں
وہ بچوں سے سلوک آرنلڈ و طیلسن دیکھیں
تو والس کا بوقت درس انداز سخن دیکھیں
فرائض میں تمام اوقات اُس کے مرتہن دیکھیں
تو پیشانی پہ بل دیکھیں نہ ابرو میں شکن دیکھیں
تو شبلی سا وحید عصر یکتائے زمن دیکھیں
تو عباس ابن جعفر سا محیط علم و فن دیکھیں
جو کراس کا ایک ادنیٰ سکوں میں و عن دیکھیں
تو اک بچوں سے بڑھ کر زندہ دل پیر کہن دیکھیں
اُسے جب آ کے دیکھیں قوم کی دھن میں مگن دیکھیں
جب لیا جبر تا فرا آنکھ سے اپنے چمن دیکھیں
اگر سید کا استحقاق اہل انجمن دیکھیں
جنھیں باور نہ آئے وہ محب قوم بن دیکھیں

ادا سید کا حق تو ہم سے ہو سکتا ہے کیا حالی
مگر ہاں ہم کو اپنا فرض کرنا تھا ادا حالی

معلوم ہو سکتے ہین۔ قیمت عہ/

محاربات صلیبی ۔ مترجمہ مولوی معشوق حسین خان بی اے (علیگ) بیت المقدس پر تسلط حاصل کرنیکے لیے مسیحی شاہان یورپ کی حملہ آورانہ کوششون اور سلطان صلاح الدین کے تحت فرزندان اسلام کی مدافعانہ جانبازیون کی مفصل داستان دیکھنے کے لائق ہے۔ قیمت عہ/

اصول نسخ ۔ منشی حامد علی مرقع رقم نے جو لکھنؤ کے اس عہد مین فن نسخ کے مسلمہ استاد تھے۔ عربی تحریر کے قواعد کو اپنی عمر کے آخری حصہ مین اس غرض سے مدون کردیا کہ اس فن کے مبتدیون اور شائقین کو تحصیل فن مین مدد ملے۔ قواعد کے علاوہ ضروری مشقون کی تختیان بھی مرتب کردی ہین۔ قیمت ۱/

خوان دعوت (مصنفہ ... صاحبہ لکھنوی) جسمین افسانہ اور مکالمہ کے

دلچسپ پیرایہ مین باورچی خانہ کے لوازم و ضروریات اور کھانا پکانے کی ضروری ترکیبین بتائی گئی ہین۔ قیمت عہ/

طالبعلم کی زندگی کا کیا مقصد ہونا چاہیے اسی عنوان سے خواجہ غلام الثقلین مرحوم نے جو تعلیم یافتگان علیگڈھ مین ممتاز ترین حیثیت رکھتے تھے اور جنکی اعلیٰ معلومات وسعت نظر محبت قومی اور علم دوستی نوجوانون کیلیے شمع ہدایت کا کام دیسکتی ہے ایک نہایت سبق آموز اور مفید لکچر دیا تھا جسمین طالبعلمون کو نہایت کارآمد باتین بتائی گئی ہین ۲/

ترقی زبان بذریعہ تراجم ۔ فیض محمد شاہ ایم اے کا وہ قیمتی لکچر جو انہون نے لکھنؤ کی اردو کانفرنس مین پڑھا تھا۔ جسمین تراجم کے متعلق نہایت مفید معلومات فراہم کی گئی ہین اور جسکو کانفرنس نے بہت پسند کرکے چھاپنے کی ہدایت کی تھی قیمت ۲/

تذکرہ حزین ۔ مشہور شاعر شیخ علی حزین جو ہجرت کرکے ایران سے ہندوستان چلے آئے یہ انکی سوانحعمری ہے ۔ ۴/

مولانا حالی مرحوم کی تصانیف

حیات جاوید - سرسید احمد خان مرحوم کی سوانحعمری

یادگار غالب - مرزا غالب مرحوم کی سوانحعمری اور انکے کلام پر تبصرہ

حیات سعدی - شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانحعمری اور انکے کلا

الدین یسیر - مولانا کا ایک قابل دید زبردست مضمون

مجموعہ نظم حالی - مولانا کی دلچسپ نظموں کا لاجواب مجموعہ

مسدس حالی - یعنی مد و جزر اسلام مولانا کی مقبول ترین تصنیف ۱۲/ و ۸/ و ۴/ و

دیوان حالی - حالی مرحوم کا اردو دیوان جو اپنی آپ نظیر ہے

مقدمہ شعر و شاعری - دیوان حالی کا معرکۃ الآرا مقدمہ

جواہرات حالی - حالی مرحوم کا آخری مجموعہ کلام

تحفۃ الاخوان - حالی مرحوم کی ایک لاجواب نظم

مثنوی برکھا رت ۲/ بیوہ کی مناجات ۳/ مثنوی حقوق اولاد

مسدس تنگ ... ۱/ چپ کی داد ۱/ جھوٹ اور ایکے کا مناظرہ

مناظرہ تعصب و انصاف ۱/ حب وطن ۱/ مناظرہ رحم و انصاف

مرثیہ حکیم محمود خان ۱/ مرثیہ غالب ۲/ تدبیر

عرض حال - بہ بارگاہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

مولود شریف: - مولانا حالی کے قلمی مسودہ سے نقل کیا گیا ہے قیمت

مجالس النساء (۲ حصے) عورتوں کی تعلیم کیلیے مولانا حالی نے یہ کتاب تحریر فرمائی تھی اور انکی وفات کے بعد شایع کی گئی ہے قیمت

المشتہر منیجر الناظر بک ایجنسی لکھنؤ

(۱۹-۱۱-۶۳

۱- امور قلم.

۲- ط تشکیل.